سوال

(85)احکام رسول ﷺ کی حیثیت

جواب

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

احکام رسول ﷺ کی حیثیت

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیكم السلام ورحمة الله وبركاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

احکام رسول ﷺ کی حیثیت

(ازمولانا عبدالروئف رحمانی۔نیپال)

صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اور خفاء راشدین فرمان رسالت کے سامنے جھک جاتے اور اختلافات ختم کر کے صرف سنت کی پیروی کرتے اگر خلفاء کے کچھ ایسے مسائل ہوتے ہیں۔جو نبی کریم ﷺ کی سنت سے مزاحم نظر آتے۔تو اجلہ صحابہ کرم رضوان اللہ عنہم اجمعین کے مقدس دور میں کچھ مسائل ہیں باہم اگر اختلاف رونما ہوتے تو فرمان رسول ﷺ معلوم ہونے کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اس کی صاف مخالفت اور سنت کے خلاف نہیں مانی جاتی تھی۔اور نہ ان کا احترام و تقلدس اتباع کی راہ میں کچھ حائل ہوسکتا تھا چنانچہ اس سلسلہ کے چند واقعات پیش خدمت ہیں ان سے تقدیم کتاب وسنت کا حال اچھی طرح آپ کو معلوم ہوسکے گا۔

فرمان رسول ﷺ کی حیثیت

1۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج وعمرہ کے لئے ایک ساتھ تلبیہ کو منع فرما رکھا تھا انہیں کے دور خلافت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کے ساتھ لبیک کی آواز بلند کی جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اطلاع کی گئی تو انھوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔

الم تعلم انی قد نهيت عن هذا

یعنی کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ معلوم نہیں کہ میں نے حج تمتع سے منع کر رکھا ہے۔فرمایا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعلان کا پتہ مجھے ضرور ہے۔

ولكن لم اكن لادع قول رسول الله صلى الله عليه وسلم لقولك

(مسند احمد۔ ج1ص90) لیکن جب میں حضورﷺ کے ارشاد مبارک کو جانتا ہوں۔ تو آپ کی بات کی وجہ سے حضورﷺ کے ارشاد کو ترک نہیں کرسکتا۔

قول رسولﷺ کے سامنے قول خلیفہ کی کوئی حیثیت نہیں

ایک مجلس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضورﷺ نے حج تمتع کیا ہے۔ اس پر عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مگر ابو بکر اور عمر رضوان اللہ عنھم اجمعین تو اس سے منع کرتے تھے۔ تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غصہ سے فرمایا!اے عروہ تو کیا کہہ رہا ہے۔ میں نبی کریمﷺ کا قول و فعل بیان کررہا ہوں اور تو کہتا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کیا ہے مسند احمد ص 337 ج اول اس روایات سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین ارشاد نبوت کے مقابلے مین خلفاء راشدین کے سکی قول و عمل کو حجت نہیں قرار دیتے تھے صرف حضورﷺ کے قول و افعال پر عام اعمال کا دارومدار رکھتے تھے۔

منع تمتع سے رجوع اور اتباع سنت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے فتوے سے رجوع بھی ثابت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روکا کہ آپ کو حج تمتع سے روکنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ ہم نے حضورﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا ہے۔ لیکن آپﷺ نے ہم کو اس سے روکا یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فتوے سے رجوع فرمایا (منتخب کنز الاعمال ص336 ج دوم)

اتباع سنت کا مقام

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی سے پوچھا کہ قربانی کے جانور پر سوار ہونا درست ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا درست ہے۔ کیونکہ حضورﷺ نے ہدی کے جانوروں پر سواری کی اجازت دی ہے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سائل سے فرمایا۔

لا تتبعون شنا افضل من سنة نبيكم صلى الله عليه وسلم

(منتخب کنز الاعمال ص378 ج2) نبی کریمﷺ کی سنت سے بڑھ کر کوئی چیز قابل اتباع نہیں۔ مقصود یہ ہے کہ حضورﷺ کی راہ و روش سے ہٹ کر تقویٰ اور بزرگی کا کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔ پس آپﷺ کے ارشاد کے بعد ایسے جانور پر سواری نہ کرنا اتباع سنت کے خلاف ہے۔

قول ورائے پر حدیث رسولﷺ مقدم ہے۔

حضرت ابو الجواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معاملہ صرف کے متعلق پوچھا تو بار ہا یہی بتاتے رہے کہ جب ہاتھوں ہاتھ نقد لین دین ہو تو ایک کے بدلے دو لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ایک سال حج کے موقع پر مسئلہ کی توضیح کے خیال سے پوچھا تو فرمایا کہ پورے وزن کے ساتھ برابر برابر لینا ہوگا۔ تو میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا پہلے آپ کا فتویٰ کچھ اور تو اب کچھ اور کیا بات ہے۔ فرمایا میرا پہلا فتویٰ میری رائے تھی۔ اور اب حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے متعلق ایک صاف حدیث بیان نظر کرتے ہیں۔ **فتركت رايي الى** حدیث رسول اللہﷺ پس میں نے اپنی رائے کو حدیث رسولﷺ کے مقابلے میں پشت ڈال دیا ہے۔

سنت رسول ﷺ کی اقتداء

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ کیا کہ کعبہ میں جو خزانہ محفوظ ہے۔ اس کو برآمد کر کے لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ تو شیبہ بن عثمان نے یہ بات سامنے رکھی کہ آپ سے پہلے رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزر چکے ہیں۔ اور ان لوگوں نے ایسا نہیں کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بے شک میرے لیے ان حضرات کی سنت اور تعامل کی اقتداء کرنی ضروری ہے۔ (مسند احمد ص 410 ج 3 چنانچہ آپ نے بھی کعبہ کا خزانہ برآمد نہیں کیا۔

سنت رسول ﷺ کی تعلیم و تلقین

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے فلاں کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ تو اس نے 22 تکبیروں کے ساتھ نماز پڑھائی ہے۔ چونکہ وہ شخص اس عیب و نقص سمجھ رہا تھا اس لئے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! یعنی تجھ پر افسوس ہے تو 22 تکبیروں میں کوئی شرعی نقص کیوں سمجھ رہا ہے۔ اسی طرح کی نماز تو رسول اکرم ﷺ کی عین سنت ہے۔

سنت رسول ﷺ کا مطالبہ

فاروق اعظم امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مسجد نبوی ﷺ میں اضافہ کرنے کے لئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان جو مسجد کے پہلو میں تھا لینا چاہا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زمین کے فروخت کرنے پر راضی نہ ہوئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمھیں قطعاً یہ زمین خالی کرنی ہوگی۔ خواہ قیمتاً تو خواہ مسجد کے لئے وقف کر دو۔ انہوں نے کسی طرح منظور نہ کیا۔ کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے محترم چچا تھے۔ ان کا احترام بھی واجب تھا۔ ادھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم بھی وقعت رکھتا تھا۔ اس لئے یہ معاملہ ایک حکم یعنی ایک ثالث کے سامنے پیش ہوا۔ اور یہ دونوں بزرگ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ پر راضی ہوئے۔ چنانچہ جب معاملہ ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ تو مقدار کی روداد اور تفصیلات معلوم کرنے کے بعد حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آپ زمین والے کی رضامندی کے بغیر کسی کی زمین نہیں لے سکتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے منصف سے پوچھا کہ کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ﷺ کی کونسی دلیل تمارے پاس ہے۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا **بل سنة من رسول الله صلى الله عليه وسلم**

کہ میرے علم میں رسول اللہ ﷺ کی ایک سنت ہے۔ چنانچہ اس سنت کا علم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوا تو اپنے اس خیال سے باز آگئے۔ منتخب کنز الاعمال ص 262 ج 3)

سنت رسول ﷺ کامل و مکمل ہے۔

ایک شخص نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔ کہ سفر میں (نماز قصر) اب بھی پڑھیں۔ یا کامل اور پوری پڑھیں تو آپ نے فرمایا۔

لست تقصرها ولكن تمامها وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم

منتخب کنز العامل ص 229 ج 3) خلاصہ جواب یہ ہے کہ تم سفر میں نماز قصر کو جیسے حضور ﷺ نے مسنون کیا ہے۔ کچھ قصر و نقص کی بات نہ سمجھو۔ بلکہ وہ قصر ہو کر بھی کامل مکمل ہے اور رسول اکرم ﷺ کی عین سنت ہے۔

سنت رسول ﷺ کی تقدیم

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران بھائی عمرو بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان ایک جھگڑا تھا دونوں اپنا معاملہ پش کرنے کےلئے حضرت سعید بن عاصر ضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے چونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مشہور شخصیت کے مالک تھے۔اس لئے سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھانا چاہا۔اور جگہ بنا کر بلایا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عزت افزائی کو قبول کرنے سے انکار کردیا اور فرمایا۔

سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الخصمين يقعدان بين يدي الحكم

(مسند احمد ص 4 ج 4)یعنی رسول اللہ ﷺ کی سنت یہ ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں حاکم کے سامنے بٹھائے جائیں ایک حاکم کے ساتھ تخت پر بیٹھے اور دوسرا فرش زمین پر ہے یہ سنت رسول ﷺ کے خلاف ہے۔

سنت رسول ﷺ اور رائے امام

علامہ ابن القیم لکھتے ہیں۔

قال الشافعي اجمع الناس على ان من استبانت له سنة رسوالله صلى الله عليه وسلم لم يكن له ان يدع لقول احد

(کتاب الروح ص 322)یعنی امام شافعی نے فرمایا کہ اس مسئلہ پر اجماع امت ہے۔کہ جس کو سنت رسول اللہ ﷺ معلوم ہوجائے پھر اس کی مجال نہیں ہے۔کے کسی عالم یا کسی امام کے قول کی وجہ سے سنت رسول اللہ ﷺ چھوڑ دے۔

کتاب وسنت اور اقوال آئمہ

علامہ ابن القیم لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے قول وفعل پر کسی کی رائے وقیاس کو مقدم کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔حدیث کی صحت کو روایۃ ودرایۃ معلوم کرلینے کے بعد حدیث رسول ﷺ سے عدول درست نہیں۔اگرچہ بغرض محال ایک دنیا اس کی مخالفت پر تل جائے آپ کے الفاظ اس موقع پر یہ ہیں۔

نظر فى صحة الحديث اولا ثم فى معناه ثانيا فاذا تبين لك لم تعدل عنه ولو خالفك من بين المشرق والمغرب ومعاذالله ان تتفق الامة على مخالفة ما جاء به

کتاب الروح ص 323)پھر حافظ ابن القیم نے بڑی قیمتی یہ بات لکھی ہے کہ کچھ لوگ کتاب اللہ وسنت پر کسی امام کی رائے کے خلاف ہونے کی وجہ سے عمل نہیں کرتے اور یہ تاویل کرتے ہیں۔کہ ہمارے امام نصوص شرعیہ کو ہم سے زیادہ جانتے تھے۔لیکن ان کی بات اگر درست ہے تو ہم ان سے کہتے ہیں۔کہ جن آئمہ دین نے نص شرعی کی پیروی کی ہے۔وہ بھی تو ہم سے عالم تھے۔پس کیا وجہ ہے کہ تم نے ان کی موافقت نہ کی۔اگر عالم ہونا مدار کار تھا تو دجہ ترجیح کیا ہے۔پھر ان علماء وآئمہ کی تصریحات موجود ہیں کہ نصوص کتاب و سنت کو ہمارے اقوال سے مزاحم دیکھو تو نصوص شرعیہ کتاب وسنت کو ہمارے اقوال پر مقدم رکھو۔

سنت رسول ﷺ مطلوب و محبوب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میرے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی خویلہ رضی اللہ عنہا آئی ہوئی تھیں۔حضور ﷺ

کی بھی نظر پڑی تو دیکھا کہ کپڑے میلے اور عام حالت خراب خستہ ہے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضورﷺ نے پوچھا کہ خویلہ رضی اللہ عنہا کی یہ کیا حالت ہے۔ جواب دیا حضورﷺ اس آدمی کی بیوی کی یہ حالت کیوں نہ ہو جس کے شوہر دن بھر روزہ رکھتے ہیں۔ اور رات بھر قیام کرتے ہیں۔ بیوی سے کچھ واسطہ ہی نہیں رکھتے ہیں۔

فھی کمن لازوج لها فترکت نفسها واضاعتها

تو انہوں نے اپنے نفس کا تزین چھوڑ دیا۔ اور اپنی حالت کو شوہر کی بے اتفاقی کے سبب گرادیا تو حضورﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون کو بلایا اور فرمایا کہ کیا تم میری سنت سے اعراض کرتے ہو۔ تو انہوں نے عرض کیا۔

ولکن سنتک اطلب یارسول اللہ

یعنی میں تو آپ ﷺ کی سنت کا ہی طالب ہوں۔ تو حضورﷺ نے فرمایا کہ مین روزہ کے ساتھ وقت پر سوتا ہوں۔ اور بیبیوں سے بھی تعلق رکھتا ہوں۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کا خوف کرو۔ اللہ کے حقوق کے ساتھ تم پر تمہارے نفس کا بھی حق ہے اور تمہارے اہل و عیال کے بھی حقوق ہیں اس لئے سب امور میں اعتدال ملحوظ رکھو۔ مسند احمد ص 368 ج 2)

سنن نبویہ ﷺ کی تحصیل کا کامل ذوق

سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہ نامی ایک بزرگ صحابہ گزرے ہیں۔ انکو حضورﷺ نے ایک زمین بطور جاگیر عطا فرمائی تھی۔ وہ اپنی زمین کی آبادی کے سلسلے میں اپنے موضع میں جایا کرے تھے۔ اور چند دن گزار کر پھر خدمت نبوی ﷺ میں مدینہ آجاتے تھے۔ ان سے کہتے تھے کہ تمہارے جانے کے بعد فلاں فلاں آیتیں اتریں۔ اور حضورﷺ نے ف لاں فلاں ہدایت فرمائی اور فلاں فلاں فیصلے نافذ فرمائے۔ تو ان کو اپنی غیر حاضری کا بڑا غم ہوتا ایک بار انہوں نے طے کر لیا کہ یہ سب کو تنہاں زمین داری کے مخمصے کے سبب ہین تو حاضر ہو کر حضور ﷺ سے عرض کرتے ہیں۔ کہ حضورﷺ اس جاکید کی زمین نے مجھے افادات سے محروم کر رکھا ہے۔ براہ کرم مجھ سے اس جائیداد کو واپس لے لیجئے۔

فلاحاجۃلی فی الشئ یشغلنی عنک

(کتاب الاعمال ص 272) مجھے ایسی کسی بھی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ جو آپ کے سنن احکام اور آپ کے افادات سے مجھے محروم رکھے واقعی زمین داری ایک بڑا بکھیڑا ہے اور سخت مخمصے کا کام ہے۔

سنت رسول ﷺ پر عمل کا جذبہ

نبی اکرم ﷺ کی وفات پر بعض اصحاب رضوان اللہ عنہم اجمعین نے زکر کیا کہ کاش ہم لوگ حضورﷺ سے پہلے مرگئے ہوتے۔ اور بعد میں آنے والے ہر فتنہ سے آزاد رہتے ایک صحابی معن بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں تو آپ ﷺ کے ارتحال کے بعد زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ تاکہ دنیا کو دکھا دوں کہ جس طرح آپ ﷺ کی سنت سے زندگی مین ہمیں محبت تھی ویسا ہی عشق و محبت سنن نبویہ ﷺ سے ہمیں آپ ﷺ کی محبت کے بعد بھی ہے۔ راوی کے الفاظ ہیں۔ **حتیٰ اصدقہ میتا کما صدقتہ حیا** (صفۃ الصفوہ ص 184 ج 1)

اہل سنت کی تعریف

آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا **من اہل السنۃ** کہ سنت پر عمل پیرا کون لوگ سمجھے جائیں گے **ما انا علیہ واصحابی** (ملل و نحل شہرستانی ص 5 ج 1) یعنی آج میرے زمانہ میں جو طریقہ میرا

اور میرے اصحاب رضوان اللہ عنہم اجمعین کا ہے۔اس پ چلنے والے اوراس کے کے مطابق عمل کرنے والے اہل سنت ہیں۔

اہل سنت بازبانی حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ من اہل السنۃ کہ اہل سنت سے کون لوگ مراد ہیں فرمایا۔ **المتمسکون بما سنۃ اللہ ورسولہ وان قلوا** (کنزالاعمال ص 210 ج 8) کہ اللہ اوراس کے رسول ﷺ نے جو شریعت مقرر کردی ہے اس کے ساتھ تمسک کرنے والے اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنے والے اہل سنت ہیں خواہ وہ تھوڑے ہی لوگ ہوں۔

سنت سے احکام قرآنی کی توضیحات

علامہ ابوعبیدہ فرماتے ہیں۔ **السنۃ ہی المفسرۃ للتنزیل والموضحۃ لحدودہ اوشرائعہ** اس کے بعداس کا مثلہ دیتے ہیں۔کہ ذانی کی حد کوڑے لگانا قرآن سے مقرر کیا بظاہر ہر طرح کے زانی کی یہ سزا معلوم ہوتی ہے۔مگر حضورﷺ نے کنواروں پر توکوڑے کی سزا رکھی مگر شادی شدہ کےلئے رجم سنگسار کا حکم لازم فرمایا تو یہ کتاب اللہ کے خلاف نہ سمجھا جائے گا۔بلکہ آپ کی اس توضیح سے یہ سمجھا جائے گا کہ آیت میں بکرین مراد ہیں اس طرح قرآن نے ۔ ۔ ۔ ۔ قرآن ۔ ۔ ۔ ۔ فرما کر ہر اولاد کو وارث بنایا مگر حضورﷺ نے فرمایا۔ **لا یرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم**

تو یہ قرآن کی مخالفت نہیں ہے۔بلکہ اس سے سمجھا گیا کہ دو مختلف دین والوں میں وراثت جاری نہ ہوگی۔اس طرح وضو بنانے کےلئے قرآن پاک نے پاؤں دھونے کا حکم دیا حضورﷺ نے خفین پر مسح کا حکم دیا تو یہ قرآن کی مخالفت نہیں ہوئی بلکہ حضورﷺ کے قول وعمل سے اس امر کی تشریح ہوئی کہ غسل اس وقت ہے جب پاؤں ننگے ہوں۔اوران پر خف موجود نہ ہو لیکن جب خفاف مستعمل ہوں تو مسح کافی ہے۔**وہکذاکتاب الاموال** ص 544) معلوم ہوا کہ سنت رسول ﷺ کے بغیر قرآنی احکام کی توضیح وتفسیر نہیں ہوسکتی اوران کے بغیر کتاب اللہ پر صحیح عمل نہیں ہوسکتا۔

سنت رسول ﷺ سے عملی تشکیلات

خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ ایک شخص صحابی رسول ﷺ حضرت عمران بن حسین کے پاس آیا اوران سے یہ مطالبہ کیا کہ **لا تحدثونا الا بالقران** یعنی ہمیں آپ جو کچھ تعلیم و تبلیغ فرمایئے صرف قرآن سے ہی فرمایئے حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اپنے قریب بلایا۔کہا کہ ایسا مطالبہ تم نے کیوں کیا اس نے کہا قرآن ہمیں کافی وافی ہے۔ **تفصیلا لکل شیٔ** اس کی تعریف میں وارد ہے آپ نے فرمایا ہاں قرآن میں مکمل جامع ہدایت موجود ہیں مگر ان میں عمل تشکیلات سنت رسول ﷺ یعنی احادیث نبوی ﷺ سے معلوم ہوسکتی ہیں۔اگر تم حدیث رسول ﷺ کی ضرورت نہیں سمجھتے تو بتلاؤ کہ الصلواۃ جس ک باربار مطالبہ قرآن کریم میں مسلمانوں سے کیا گیا ہے اس کی عملی صورت کیا ہوگی۔

اکنت تجد فی القران صلوۃ الظہر اربعا وصلوۃ العصر اربعا والمغرب ثلاثا

یعنی کیا نماز ظہر کی چار رکعت اور عصر کی چار رکعت اور مغرب کی تین رکعت کا تذکرہ قرآن کریم میں ملے گا۔پھر آپ نے تمثیلاحج کا ذکر فرمایا کہ پوچھا۔

لو وکلت انت واصحابک الی القران اکنت تجد منہ الطواف بالبیت سبعا والطواف بالصفا والمروۃ سبعا

یعنی تمہارے اور تمہارے باپ اور تمہارے دوسرے ہم خیال حضرات کے حوالے قورآن کردیا جائے تو کیا بیت اللہ کے سات سات طواف اور صفا مروہ کے سات سات طوافوں کا مسئلہ قرآن سے دکھا سکتے ہو اس کے بعد دریافت فرمایا کہ چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا گیا ہے۔اسلامی سلنطنت کے قیام کی صورت میں یہ سزا چور کو ضروری جائے گی۔لیکن

یہ بتلاؤکے قرآن نے اس کی عمل تشکیل نہیں بتلائی توہاتھ کہاں سے کاٹا جائے گا۔

والیدمن این تقطع من ہہنا او من ہنا او من ہہنا

راوی کا بیان ہے کہ پہلے آپ نے گھٹنے پرہاتھ رکھ کر پوچھا گیا کہ یہاں سے کاٹا جائےَ گا۔ پھر کہنی پر ہاتھ رکھ کر پوچھا یہاں سے پھر کندھے کے قریب ہاتھ لےگئے اور پوچھا کہ کیا یہاں سے (الکفایہ للخطیب ص16)اس واقعہ کی روشنی مین بلامزید تبصرہ کے سنت رسول اللہ ﷺ کی ضرورت اوراہمیت صاف واضح ہے۔

اتباع سنت کا مقام

مشہوراہل اللہ ابوزید بسطامی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں۔ یعنی تم اگر کسی کو دیکھو کہ وہ ہوامیں اڑرہا ہے۔ وہ بڑی بڑی کرامات دیکھا رہا ہے۔ تم اس کا زرااعتبار نہ کرو۔ یعنی کوئی ولی کامل غوث قطب اس کو نہ سمجھنے لگ جاؤ۔ بلکہ دیکھو کہ شریعت کے آداب حدود کی پابندی کے معاملے میں اس کا کیا حال ہے۔ اور شریعت وسنت کی تبلیغ اورامر نہی کے معاملہ میں اس کا کیا رویہ ہے۔ اگر سنت رسول اللہ ﷺ اوررب کی شریعت کا متبع اور مبلغ ہے۔ تو بلاشبہ وہ ولی بھی ہے اور صوفی بھی ہے۔ لیکن حدود شرعیہ سے آذاد ہے۔ تواس کو معمولی درجے کا انسان بھی قرار نہ دو حضرت امام ربانی مسجد والف ثانی کا قول ہے ہ جو معارف اوراصول بال بھر بھی شریعت کتاب وسنت کے مخالف ہوں وہ ایک جو کے عوض بھی خریدے نہیں جاسکتے۔

کتاب وسنت سے اعمال کا تقابل

عارف باللہ ابو حفص نیشا پوری کا مقول ہے۔ اور اصوال کا ہر وقت کتاب وسنت کا مقابلہ کر کےاپنے اعمال کو مطابق سنت نہ رکھے۔ خواہ وہ کیسا ہی آدمی ہو۔ اس کو انسان نہ سمجھو۔ اس میں اشارہ ہواکہ بظاہر وہ تارک سنت خواہ ہوامیں اڑے۔ پانی کی چادر پر کرامات دیکھائے لیکن سنت کے تارک وبد عمل کو ولی صوفی توکجا انسان میں بھی شمارنہ کرو۔

ترک سنت کا دنیوی وبال

آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ابن کا شیخ امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر عامل نہ ہوگا۔ سنت کے کام بدعت سمجھیں جایئں گےاور بدعت سنت سمجھی جائے گی۔ اس کا وبال یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہر سے اورظالم حاکم کوان پر مسلط کردے گا۔ اوران کے صلحاء وابرار دعا کریں گے مگر قبول نہ ہوگی۔

ترک سنت کا اثر

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکندریہ کی فتح کےلئے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سر کردگی میں مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ کیا اس کے فتح ہونے میں کافی تاخیر ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ برابر اس فکر میں رہنےلگے۔ کہ اس تاخیر کا باعث کیا ہے۔ آخر سوچ سمجھ کر سالار لشکر حضرت عمرو بن عاصر ضی اللہ تعالیٰ عنہ کوایک خط لکھا اوراس میں واضح کیا کہ اس فتح وتایئد الٰہی میں تاخیر کا سبب میرے نزدیک بجزاس کے اورکچھ نہیں ہے۔ کہ مسلمانوں نے کتاب وسنت کے بتائے ہوئے نمونے پراپنے عمل کو قائم نہیں رکھا لہٰذا آپ سب مسلمانوں کوجمع کر کے بتلاؤ کہ وہ اپنی زندگی میں معلوم کریں۔ کہ کونسا کا مکلاف سنت ہورہا ہے۔ چنانچہ ہر شخص نے سوچا اور غور کیا تو پتا چلا کہ ایک سنت سے عام طور پر غفلت تھی۔ اس پر اہتمام کے ساتھ عمل کرنا شروع ہوا تو بہت جلد مسلمانوں نے اسکندریہ کو فتح کرلیا۔ (منتخب کنز جلد سوم) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوج کی کمی کواس کا سبب قراردیا نہ گولا گھٹا مصالحہ بارود بندوق وتوپ کی کمی کواس کا باعث قراردیا اورنہ کسی دیگرمادی چیز کواس کا باعث گردانا بلکہ تمام ترنصرت وکامیابی کا مدارخدا اورسنت پر سمجھا۔ اورآج ہر نامی کو مسلمانوں نے اپنی تعدادی اقلیت اورمادی سروسامان کی قلت پر محمول کرنے کا حیلہ تراش لیا ہے۔ اپنی ایمان افلاس نے الدیدین کا کوئی وجہ

نہیں قراردیتے یہ حیلہ بھی بجائے خودایک فتنہ ہے۔

کتاب وسنت کا علم

امام شافعی اورامام محمدمیں مناظرہ ہواکہ امام ابوحنیفہ اورامام مالک میں سے کون افضل ہے۔؟ توامام شافعی نے قسم دے کرامام محمد سے پوچھا۔

من اعلم بالقران صاحبنا ام صاحبکم کہ قرآن کا زیادہ علم کسے ہے۔؟امام محمدنے کہاکہ امام مالک کوپھر قسم دے کرپوچھامن اعلم بالسنۃ کہ سنت نبویہ کا دونوں اماموں سے کس کوزیادہ علم،ہے۔امام محمدنے کہا امام مالک کوپھر پوچھااصحاب رسول ﷺ کے اقوال کازیادہ عالم کون ہے۔انہوں نے کہاامام مالک ہیں۔(صداۃ الجنان ص376ج1)اس پرامام شافعی نے فرمایا۔کہ جب کتاب وسنت کازیادہ علم امام مالک کوہے۔تواب قیاس کے علاوہ کیاباقی بچااورپھرقیاس بھی انہی میقات پ ہوتاہے۔جب ان کاوسیع علم ہی نہیںتوقیاس بھی بے بنیادہوگا۔

کتاب وسنت بہرحال مقدم ہے۔

صفۃ الصتوۃ ص146جلد2میں امام شافعی کاارشاد ہے۔تم میری کتاب میں کوئی مسئلہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف دیکھوتومیری رائے میرازانی قول سمجھ کرچھوڑدو قطعی چھوڑدواورسنت رسول ﷺ کے مطابق اپنا قول و عمل دیکھو۔

سنت رسول ﷺ کے مقابلہ میں کسی کاقول قابل قبول نہیں

حضرت عبداللہ ابن مبارک کے کسی شاگردنے کتاب المناسک کی ایک حدیث کہ آخرمیں لکھاہے۔ہمارے استادکا یہی خیال ہے۔اورہم بھی اس پر عمل کرتے ہیں۔کسی موقعہ پر یہ عبارت آپ کی نظرسے گزری توضعف ہنوے اوراس عبارت کواپنے ہاتھ سے کھرچ دیامیں کون ہوں جومیراقول لکھاجائے اوراس پر عمل کا مداررکھاجائے۔(صفۃ الصفوۃ ص108ج4)(الاعتصام جلدنمبر6ش10-11)

ھذاما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد11ص331-342

محدث فتویٰ